

قسم اور کفارہ قسم کے احکام قرآن مجید کا حکیمانہ اسلوب

سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ۚ ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ ۚ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ ۚ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (۸۹:۵)

”اللہ تعالیٰ لغو قسم (کے توڑنے) پر تم سے (کفارے کی صورت میں دنیوی) مواخذہ نہیں فرماتے۔ لیکن ایسا مواخذہ تب کرتے ہیں کہ تم قسموں کو (آئندہ بات پر) مستحکم کرو (اور پھر توڑ دو) سو اس (قسم کے توڑنے) کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجے کا کھانا کھانا، جو تم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو، یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ جو (ان تینوں میں سے ایک کی بھی) طاقت نہ رکھتا ہو (اس کے لیے کفارہ) تین دن کے روزے رکھنا ہے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاؤ (اور توڑ دو)۔ اپنی قسموں کا خیال رکھا کرو۔ یوں ہی اللہ تعالیٰ تمہاری خاطر اپنے احکام کی وضاحت کرتے ہیں تاکہ تم ان کے شکر گزار رہو۔“

اس آیت میں قسم کھا کر توڑنے کی صورت میں ادا کیے جانے والے کفارے کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔

بظاہر ایک فقہی مسئلے کا حل بتایا گیا ہے کہ اگر آدمی ایسی قسم کھا بیٹھے جو پوری نہ کر سکے تو اسے کیا کرنا ہوگا۔ لیکن اس فقرے کی تالیف میں ایسی حکمتیں اور بلاغتیں مخفی ہیں، جو قرآن حکیم کے طالب علموں سے اوجھل نہیں رہنی چاہئیں۔

اللعن کا مفہوم

بعض لوگ اللہ قسم، تیری جان کی قسم یا ایسے ہی الفاظ کو تکیہ کلام بنا لیتے ہیں۔ قسمیں بے اختیار ان کے ہونٹوں سے پھسلی پڑتی ہیں اور کچھ اپنی ہر قیاس آرائی کو قسم کھا کر معتبر بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی عادت کو لغو کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ یعنی یہ ایک فضول اور غیر سنجیدہ طریقہ ہے۔ اہل ایمان کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ قرآن مجید میں شایستہ لوگوں کے جو اوصاف بیان ہوئے ہیں، ان میں یہ بات خاص طور پر فرمائی گئی ہے کہ وہ لغوی چیزوں سے احتراز کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”من حسن اسلام المرکبہ ما لا یعینہ۔“
 (موطا امام مالک، حسن الخلق) اور ”معاذ اللہ“

تادیب میں بھی شفقت

”لا یواخذکم“ کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ نے تسلی دی ہے کہ فکر نہ کرو ہماری شفقت کا تقاضا ہے کہ ہم درگزر کریں، ایسی قسموں کے کھا کر پورا نہ کرنے پر کوئی دنیوی سزا مقرر نہ کریں اور اگر یہ قسمیں اوپری دل سے ہیں تو آخرت میں بھی باز پرس نہ کریں۔ ایک بات از خود سمجھ میں آ جاتی ہے کہ بار بار لغو قسم کھانا، اسے مستقل طریقہ بنالینا بہر حال ایک ناشایستہ عمل ہے اور اس عادت کی وجہ سے قابل گرفت اعمال سرزد ہو سکتے ہیں۔

موکد قسم کا حکم

کسی فعل کو آئندہ کرنے یا نہ کرنے پر ارادہ قسم کھائی جائے تو اسے یمنین منعقدہ کہتے ہیں۔ یہ عہد اور عقد کے درجے میں آ جاتی ہے۔ اسی کے بارے میں ’بما عقدتم الایمان‘ کے الفاظ آئے ہیں۔ ایسی قسم توڑنا گناہ بھی ہے اور اس کے توڑنے پر وہ کفارہ بھی لازم ہو جائے گا جو آیت میں مذکور ہوا۔ عہد کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا

”اور اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرو

الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا. (النحل ۹۱:۱۶) جب تم عہد کر چکو۔ اور قسموں کو موکد کرنے کے بعد انھیں مت توڑو۔“
وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا. ”اور عہد کو پورا کرو کیونکہ عہد کے بارے میں (بنی اسرائیل ۱۷:۳۴) ضرور پرسش ہوگی۔“

جو عہد بندہ اللہ سے کرتا ہے اس کے عدم ایفا کا معصیت ہونا سمجھ میں آتا ہے۔ لیکن بندے کا بندے سے کیا ہو عہد بھی محترم ہوتا ہے، اس لیے کہ اس میں خدا کی گواہی شامل ہوتی ہے جیسا کہ ’وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلاً‘ ”در آنحالیکہ تم اللہ کو (اپنی قسمیں پختہ کرنے کے لیے) اپنے اوپر گواہ ٹھیرا چکے ہو“ کے الفاظ سے واضح ہے۔ مومن کی تو زندگی ہی عہدِ الست سے شروع ہوتی ہے اور ایمان و اخلاص کا عہد اس کے آخری سانس تک برقرار رہتا ہے۔

آیت کی بلاغت اور اسلوب کی حکمتیں

دلچسپ بات ہے کہ قسم توڑنے کے احکام بیان کیے جا رہے ہیں لیکن توڑنے کے ہم معنی کوئی لفظ ذکر نہیں کیا گیا۔ ’کفارۃ..‘ ’قسم کا کفارہ‘ فرمایا ہے ’کفارۃ نقض‘۔ ’قسم کے توڑنے کا کفارہ‘ نہیں کہا۔ اسی طرح ’ذلک کفارۃ ایمانکم اذا حلفتم‘ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاؤ۔ میں بھی ’اذا حلفتم‘ کے بعد ’ونقضتم الحلف‘ اور تم قسم توڑ دو۔ کے الفاظ مفہوم ہیں، مذکور نہیں۔ ہم نے ترجمہ کرتے وقت خطوط وحدانی کے ذریعے سے یہ مخدوفات کھول دیے ہیں۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ قسم پورا کرنا اصل طریقہ ہے۔ توڑنا ایک دوسرے درجے کا اور خلافِ اولیٰ عمل ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے صراحتاً اس کا ذکر کرنا بھی پسند نہیں فرمایا۔

کفارے کی ضرورت

انسان بسا اوقات ایسی قسمیں کھالتا ہے جنہیں پورا کرنا اس کے بس میں نہیں ہوتا یا حالات کے بدل جانے سے ایفا ممکن نہیں رہتا یا کسی قسم کے پورا کرنے سے اللہ کا یا کسی بندے کا حق مارا جاتا ہے۔ ان تمام صورتوں میں اس کے لیے قسم سے باہر نکلنے کی راہ رکھی گئی ہے اور نقضِ عہد کی سزا کے طور پر کفارہ مقرر کر دیا گیا ہے جو اصل

میں مالی توازن ہے تاکہ ادائیگی کے وقت جرم کی سنگینی کا احساس ہو یا اس کے بدلے میں روزے رکھنے کا جو حکم ہوا جو بدنی مشقت کا احساس دلاتا ہے۔

ایفائے قسم کے بارے میں ترغیبِ ربانی

بیانِ احکام کے بعد ’واحفظوا ایمانکم‘ اپنی قسموں کا خیال رکھا کرو۔ فرمایا تاکہ یہ بات پختہ ہو جائے اور دل میں جاگزیں رہے کہ قسموں کو پورا کرنا ہی اہل ایمان کا شیوہ ہے۔ قسم کی حفاظت کا مفہوم ہے کہ آدمی بات بے بات قسم نہ کھائے۔ ایسی قسم نہ اٹھائے جس سے کسی دینی فریضہ میں خلل آتا ہو یا کسی کا حق تلف ہوتا ہو۔ جب وہ قسم کو موکد کر لے تو اسے ہر ممکن صورت میں پورا کرے اور اگر کوئی بہتر صورت نظر آئے تو قسم کا کفارہ ادا کر کے عقدِ یمین سے باہر نکل آئے۔

قسم کے بارے میں نبی کریم کے احکام اور آپ کا تعامل

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قسم سے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و ارشادات کو بھی سامنے رکھ لیا جائے تاکہ اس حکم خداوندی کے عملی اطلاقات کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ
 من نذر ان يطيع الله فليطعه و ”جن آدمی نے نذر مانی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم بجا
 من نذر ان يعصيه فلا يعصه۔ لائے گا وہ حکم بجا لائے اور جس نے نذر مانی کہ وہ
 (کتاب الایمان والنذور) اللہ کی نافرمانی کرے گا وہ نافرمانی نہ کرے۔“

امام مسلم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے:

لا وفاء لنذر في معصية ولا فيما لا ”معصیت کے کام کی اور بندے کی طاقت سے
 يملك العبد۔ (کتاب النذور والایمان) باہر کے کام کی نذر کو پورا کرنا واجب نہیں۔“

حضرات محدثین نے نذر اور یمین منقذہ کے احکام کو ایک ساتھ بیان کیا ہے۔ کیونکہ دونوں اللہ سے عہد کے حکم میں ہوتے ہیں۔ دونوں کو توڑنا گناہ ہے اور دونوں کے پورا نہ کرنے کا کفارہ ایک ہی ہے۔ جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کفارته كفارة یمین۔ ”نذر پوری نہ کرنے پر وہی کفارہ دینا ہو گا جو قسم

(سنن ابی داؤد، کتاب الایمان والنذور) کے توڑنے پر دیا جاتا ہے۔“

قسم کے آداب میں شامل ہے کہ اللہ کے سوا کسی کے نام کی قسم نہ کھائی جائے۔
حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر کے دوران میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ خطاب کی قسم کھاتے ہوئے سنا تو فرمایا:

”سن لو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے باپ دادا کی قسم
بابائکم، من کان حالفاً فلیحلف
باللہ او لیصمت۔“
(صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور)

ایسا بھی ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بات حلف کے انداز میں کہی مگر حالات کے بدل جانے سے اس کے برعکس عمل فرمایا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

انی اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رھط من الاشعریین نستحملہ
فقال واللہ ما احمکم وما عندی ما
احمکم علیہ فلبثنا ما شاء اللہ فاتی
رسول اللہ بنھب ابل فدعانا فامرلنا
نجمس ذود غر الذری قال فلما انطلقنا
قال بعضنا لبعض اغفلنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یمینہ لا یبارک لنا
فرجعنا فقلنا یا رسول اللہ انا اتیناک
نستحملک وانک حلفت الا تحملنا ثم
حملتنا افنسیت یا رسول اللہ قال انی
واللہ ان شاء اللہ لا احلفن علی یمین
فاری غیرھا خیراً منها الا اتیت الذی
هو خیر وتحملتھا فانطلقوا فانما

”میں اشعر قبیلے کے کچھ لوگوں کے ساتھ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوا ہم غزوۂ تبوک کی تیاری کے لیے کچھ سواریاں
مانگے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں
تمہیں سواری نہ دے سکوں گا اور نہ ہی میرے
پاس اونٹ ہیں جو تمہیں دے سکوں۔ ہم نے کچھ
دیر انتظار کیا جو اللہ کی مشیت میں تھا۔ پھر
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت میں آئے
ہوئے کچھ اونٹ پہنچے۔ آپ نے ہمیں بلایا اور پانچ
سفید کوبانوں والی اونٹنیاں دینے کا حکم دیا۔ جب ہم
واپس ہوئے تو ہم میں سے کسی نے کہا: ہم نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی قسم بھلا دی
ہے۔ ہماری سواریوں میں برکت نہ ہوگی۔ چنانچہ
ہم پلٹے اور کہا: یا رسول اللہ، ہم آپ سے سواریاں

حملكم الله عزوجل۔ مانگئے آئے تھے تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ
(صحیح مسلم کتاب النذور والایمان) ہمیں سواری نہ دیں گے اب آپ نے دے دی ہیں۔
کیا آپ سے نسیان ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں
بخدا، اگر اللہ نے چاہا کوئی قسم نہ کھاؤں گا مگر جب
اس سے بہتر صورت دیکھ لوں گا تو اس بہتر ہی کو
انجام دوں گا اور اپنی قسم کھول دوں گا۔ میں نے
تمہیں سواریاں نہیں دیں یہ تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں
ان پر بٹھا دیا ہے۔“

امت کو بھی آپ نے یہی نصیحت کی کہ بہتر اور بھلے کام کو کیا جائے اور قسم کو نیکی کے کام میں رکاوٹ نہ بننے
دیا جائے۔ آپ نے حضرت عبدالرحمان بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت کی:
”جب تم کسی کام کی قسم کھا بیٹھو۔ پھر کسی اور
خیراً منها فکفر عن یمینک واثت الذی ہو خیر۔
بہتر کام انجام دو۔“
(صحیح بخاری۔ کتاب الایمان والنذور)

ایک اور روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں:
واللہ لا ان یلج احدکم یمینہ فی
اہلہ آثم لہ عند اللہ من ان یعطی
کفارتہ التی فرض اللہ۔
”اللہ کی قسم تم میں سے کوئی اپنی قسم خاص طور
پر جو بیوی سے متعلق ہو، پورا کرنے پر بے جا اصرار
کرے، اللہ کے ہاں زیادہ گناہ گار ہو گا۔ اس سے کم
تر بات یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ کفارہ ادا
کر کے قسم سے باہر نکل آئے۔“

خلاصہ بحث

قرآن مجید میں جو احکام بیان ہوئے ہیں، سچے مسلمانوں کو چاہیے کہ ان پر اصل روح کے ساتھ عمل کرے۔
اسے قرآن کے ظاہر و باطن کو ماننا اور دونوں کو دل جمعی سے بجالانا ہے۔ وہ دیکھے کہ قرآن حکیم کے الفاظ کا بظاہر

کیا مفہوم ہے اور آیات الہی کا نظم اور اسلوب کلام کس طرف اشارہ کر رہا ہے کس چیز پر زور (stress) دیا گیا ہے اور کسے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ جو بات صراحتہ ذکر کی گئی ہے اور جو اشارہ بتائی گئی ہے، ان میں کیا فرق ہے اور دونوں میں سے کون سی زیادہ اہم ہے اور کس پر عمل مطلوب ہے۔ مومن کے شایاں نہیں کہ پیچھے رہ کر رخصت پر عمل کرے اور تہمت والزام سے بچنا اپنا شعار بنالے۔ اسے ایک قدم آگے بڑھ کر عمل اور عزیمت کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ اللہ ہی توفیق دینے والا اور لغزشوں سے محفوظ رکھنے والا ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

